14

باقاعدہ باجماعت نماز ادا کریں

(فرمودہ ۵ مئی ۱۹۱۶ء)

تشہد و تعوذ کے بعد سورۃ فاتحہ اور مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

الٓمٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (البقرۃ: ۲-۴)

اور فرمایا: قرآن کریم کی دوسری سورۃ کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی کچھ نشانیاں بتائی ہیں۔ ان علامتوں میں سے جو مومنوں کی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ ایک علامت پر میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ یعنی وہ اقامت الصلوٰۃ کرتے ہیں یصلون نہیں فرمایا۔ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ فرمایا ہے۔ قرآن کریم کا کوئی لفظ لغو نہیں۔ کوئی لفظ قافیہ بندی کے لئے نہیں آتا جب خود صلوٰۃ کے لفظ سے ہی یہ مضمون ادا ہو سکتا ہے تو قرآن شریف جو اختصار کا سب سے زیادہ خیال رکھتا ہے اس نے يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ کیوں رکھا۔ یہ ایک سوال ہوتا ہے ایک ایسا شخص جس نے قرآن کریم پر غور نہ کیا ہو وہ بہت آسانی سے جواب دے دیگا کہ آخر خدا نے کوئی لفظ تو رکھنا ہی تھا یہی رکھ دیا لیکن وہ شخص جس نے قرآن کریم پر غور کیا اور تدبر اور امعان سے اس کو دیکھا ہو وہ یہ نہیں کہہ سکتا اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ اس لفظ کے رکھنے میں کوئی حکمت ہے ورنہ دو کیوں رکھے ایک کیوں نہ رکھ دیا۔ وہ حکمت یہ ہے کہ اس رکوع میں اصول اعمال اور اصول عقائد کا بیان ہو رہا ہے اور ان میں اسلام کی تعلیم کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے۔ محض یہ نہیں بتایا کہ نماز پڑھنی فرض ہے بلکہ اسلام کا خلاصہ بتایا کہ اسی چیز کا نام اسلام ہے۔ جب فرداً فرداً کوئی بات بیان کی جاتی ہے تو صرف اس کے متعلق بیان کر دیا جاتا ہے لیکن جب اصولاً سب کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے تو ایسے لفظ رکھے جاتے ہیں جو تمام معنوں پر حاوی ہوں جس طرح زکوٰۃ کے لئے بیان ہوا۔ اس کے ہر ایک حصے اور شعبے

کو بیان کر دیا۔ اسی طرح نماز کے لئے بھی بیان ہُوا ہے۔

اقام کے معنے ہوتے ہیں کہ کسی چیز کو اس کی تمام شرائط سے پورا کر دینا۔ اقامت کے معنے کھڑا کرنا ہے۔ اور کھڑا ہونا چستی کی علامت ہے جس طرح بیٹھ جانا سستی کی۔ جس وقت عربی میں اقام الامر کہیں گے۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے اس نے اس کام کی تمام شرائط پوری کر دی ہیں تو چونکہ یہاں خلاصہ بیان کرنا شروع کیا۔ اس لئے فرمایا کہ نماز کے لئے جس قدر احتیاط ہوسکتی ہے اس سے کام لیتے ہیں۔ وضو کرتے ہیں تو پورا کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں تو خشوع و خضوع سے پڑھتے ہیں۔ رکوع اور سجود بڑے سکون سے کرتے ہیں۔ ٹھہر ٹھہر کر اس کو ادا کرتے ہیں جو باتیں خواہ قرآن نے انہیں بیان کیا ہو یا احادیث سے ثابت ہوں ان تمام شرائط سے وہ نماز کو ادا کرتے ہیں تب وہ جا کر متقی بنتے ہیں۔ اگر یونہی پڑھ لی جاتی ہے تو وہ مصلی ہے اس لئے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے ماتحت ہم اس کو یہ نہیں مان سکتے کہ وہ متقی کی اس تعریف کے ماتحت آکر جو بیان کی گئی ہے متقی ہو گیا۔ پس ہر ایک مسلم کو چاہیئے کہ وہ اپنی نماز کے متعلق دیکھے کہ وہ اقامت الصلوٰۃ کرتا ہے یا صرف نماز پڑھتا ہے کیونکہ قرآن شریف متقی کی تعریف میں بتاتا ہے کہ وہ اقامت الصلوٰۃ کرتے ہیں پس جو اقامت الصلوٰۃ کرتے ہیں وہی متقی ہیں۔

اس زمانے میں بہت سے لوگ ہیں جو اقامت الصلوٰۃ کا مقصد نہیں دیکھتے حالانکہ نماز کا مطلب تو یہ تھا کہ خدا تعالےٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہو۔ وہ غور کریں کہ کون کونسی ایسی باتیں ہیں جو ہماری نماز کو خدا تعالےٰ تک پہنچنے کا ذریعہ بناتی ہیں۔ اقامت الصلوٰۃ یہی تو ہوتی ہے۔ بہت ہیں جو ہماری جماعت میں سستی کرتے ہیں اور بہت ہیں جو مسجد میں نہیں آتے اور بہت ہیں جو وقتوں کے پابند نہیں اور باتوں کا تو ہماری جماعت خدا کے فضل سے بہت خیال رکھتی ہے۔ لیکن ابھی ایک سب سے بڑا نقص ان میں ہے کہ مساجد میں نماز نہیں پڑھتے حالانکہ یہ بھی شرائط اقامت الصلوٰۃ میں داخل ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس قدر ضروری قرار دیا ہے کہ فرماتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ جب صبح یا عشاء کے لئے جماعت کھڑی ہو تو میں کچھ آدمیوں کے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے لے کر ان لوگوں کے گھر چلا جاؤں جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے۔

اور انہیں گھر کے گرد چن کر گھر کو آگ لگا دوں[1]۔ آپ کیسے رحیم۔ کریم۔ نرم مزاج اور شفقت رکھنے والے انسان تھے لیکن جماعت کے چھوڑنے پر اور پھر صبح اور عشاء کی جماعت چھوڑنے پر کہ ایک میں سونے کے وقت ہونے کی وجہ سے نیند غلبہ کئے ہوئے ہوتی ہے اور دوسری میں بھی نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور انسان اس حالت میں مجبور ہوتا ہے کہ اس سے دیری ہو جاتی ہے یا جماعت جاتی رہتی ہے یہ سزا تجویز فرمائی ہے لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ ان نمازوں (صبح و عشاء) کے لئے تاکید ہے لیکن میرے خیال میں تو آپ نے گویا فرمایا ہے کہ ان نمازوں کے جماعت سے نہ پڑھنے کے لئے اس قدر عذاب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے حالانکہ انسان ان میں مجبور ہوتا ہے تو ان نمازوں کے متعلق کس قدر ضروری اور سخت یہ حکم ہوا۔ جن میں یہ مجبوری نہیں ہوتی اور یہ تنگیاں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے ان میں حاضر نہ ہونے والا انسان کس قدر سزا کا مستوجب ہے۔ یہ نہیں فرمایا گھر کو آگ لگا دوں بلکہ فرمایا۔ آدمیوں سمیت جلا دوں۔ یہ کلام ایسے انسان کے منہ سے نکلا جو کرم میں۔ رحم میں شفقت اور محبت میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔ یہ ارشاد بتاتا ہے کہ جماعت سے نماز سخت ضروری ہے اور کسی بات کے متعلق آپ نے یہ حکم نہیں فرمایا۔ صرف نماز کے واسطے ہی یہ حکم دیا۔ لیکن باوجود اس کے بہت لوگ ہیں جو گھروں میں ہی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ میں نے پیچھے بھی بیان کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر کسی گاؤں میں ایک ہی احمدی ہو اور غیر احمدی اسے مسجد میں نماز نہ پڑھنے دیتے ہوں۔ اردگرد نزدیک کوئی اور احمدی نہ ہو تو وہ احمدی اپنے بیوی بچوں کو جمع کر کے نماز اپنے گھر میں باجماعت پڑھ لیا کرے۔ تا کہ عادت قائم رہے کیونکہ جب عادت نہ ہو۔ تو انسان موقع ملنے کے باوجود بھی پھر اس سے رہ جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے اس کا نتیجہ غلط نکال لیا۔ اور سمجھا کہ جماعت میں جانے کی ضرورت ہی نہیں۔ گھر کے بال بچوں اور بیوی کو کھڑا کیا اور گھر میں ہی نماز پڑھ لی۔ ابھی کل خط آیا ہے جس میں ایک شخص نے لکھا تھا کہ میں نے جب لوگوں کو مسجد میں نماز کے لئے تاکید کی تو لوگوں نے کہا کہ تمہیں وہ تقریر یاد نہیں رہی جس میں حضرت نے

---

[1] بخاری کتاب الاذان باب وجوب صلوٰۃ الجماعۃ۔

حکم دیا ہے کہ گھر میں ایک کمرہ بنا لو۔ اور اپنے بیوی بچوں سے مل کر باجماعت نماز پڑھ لیا کرو۔

حالانکہ اس تقریر میں میرا یہ مطلب نہ تھا۔ میں نے تو کہا تھا کہ جہاں صرف ایک ہی احمدی ہو۔ ارد گرد غیر احمدی ہی غیر احمدی ہوں اور اسے مسجد میں نماز نہ پڑھنے دیتے ہوں۔ تو جماعت کی پابندی کے لئے وہ اپنے بیوی بچوں کو ساتھ کھڑا کر کے جماعت کر لیا کرے۔ میرا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ جہاں مسجدیں ہوں۔ پھر اپنی مسجدیں ہوں یا جس جگہ میں ایک ہی اور احمدی ہو تو وہاں بھی گھر میں ہی نماز پڑھ لو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں آنے کو ایسا ضروری قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں نماز پڑھتا ہے اسے تم مومن سمجھو گویا مسجد کا آنا اس کے ایمان کی علامت قرار دی ہے۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کوئی مسجد مقرر کر کے وہاں جمع ہوں اور جہاں کوئی مسجد نہ ہو وہاں کمرہ کرایہ پر لے لیویں اور اس طرح باجماعت نماز ادا کریں۔ ہاں اگر بعض لوگوں کو اپنے دفاتر کے وقتوں اور رخصت نہ ملنے کی وجہ سے یا کوئی ایسی ہی اور مجبوری ہو تو اوقات دفاتر کے علاوہ باقی نمازوں کو جماعت سے آکر پڑھا کریں۔ اور بڑے بڑے شہروں مثلاً لاہور ہے یا امرتسر ہے یا دہلی ہے۔ وہاں چونکہ لوگ ایک دوسرے سے بہت دور دور ہیں تو وہاں یہ ہو سکتا ہے کہ محلے مقرر کر لیں۔ اگر مسجد ہو تو بہت اچھا ورنہ ایک کمرہ کرایہ پر لے کر وہاں اپنے اپنے محلہ میں پڑھ لیا کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک ایک میل فاصلے پر کے گاؤں میں مسجدیں بنی ہوئی تھیں وہاں ان میں لوگ پڑھ لیا کرتے تھے۔ یہاں قادیان میں تو بہت قریب قریب ہیں۔ میری خواہش ہے کہ اگر یہ درمیان کے مکانات مل جائیں تو بڑی اور چھوٹی مسجد کو ملا کر ایک کر دیا جائے۔ ہاں باہر کی مسجد مناسب موقعہ پر ہے۔

پس قریب کی مسجدوں میں جہاں پہنچ سکے پہنچے اور اگر انسان کو دفتری نوکری کی وجہ سے مجبوری ہے اور وہ نہیں آسکتا تو یہ الگ بات ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ بغیر مجبوری کے کوتاہی نہ کرے۔ میرے نزدیک اس شخص کی نماز جائز نہیں جس کے مکان تک اذان کی آواز جاتی ہے اور وہ جماعت کے لئے مسجد میں حاضر نہیں ہوتا۔ حضرت انس بن مالکؓ کی نسبت آتا ہے کہ وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے پھر بھی وہ جماعت کے لئے پہلے ایک مسجد میں جاتے پھر دوسری میں اسی طرح

ہر ایک مسجد میں جاتے اگر جماعتیں ہو چکی ہوتیں اور وقتِ نماز بھی تنگ ہونے کو ہوتا۔ پھر اکیلے پڑھ لیتے۔ تو صحابہ کے عمل کو دیکھو اور ادھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو دیکھو۔ آپ نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھا کریں۔ یہ بھی غلط طریق ہے کہ گھر میں تکبیر کی آواز آجاتی ہے اس لئے وہیں اپنے مکان پر یا دکان کے چبوترے پر نماز پڑھ لی۔ اگر ایسے ہی ہے تو سب ہی اپنے اپنے گھر میں کھڑے ہو جایا کریں۔ امام آئے اور اکیلا مسجد میں نماز پڑھانی شروع کر دے۔ یہ بہت برا طریق ہے۔ یہ لوگوں کو غلطی لگی ہے ایک دفعہ صحابہ نے چاہا کہ اپنے مکانات کو جو دور ہیں فروخت کر دیں اور مسجد کے گرد جگہ لے کر مکان بنالیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ تم کوئی قدم نہیں اٹھاتے مگر اس کے لئے ثواب ملتا ہے[1] اسی خیال پر ایک صحابی کا یہ طرزِ عمل تھا کہ وہ جہاں جاتے شہر کے پرلی طرف مسجد سے دور مکان لیتے تاکہ مسجد تک آنے کا ثواب ملے اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلب نہیں سمجھا مگر اس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر اتنا زور دیتے تھے کہ بعض صحابہ نے دور دور مکان لینے شروع کر دیئے۔ اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صفوں میں آنے کا بھی فرق بتایا ہے۔ پہلی صف کو دوسری پر ترجیح دی ہے اسی طرح فرمایا ہے کہ جو شخص جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جاتا ہے وہ اپنے پہلے قدم کے اٹھانے سے گناہ مٹاتا ہے اور اس کا دوسرا قدم درجہ بڑھاتا ہے۔ اسی طرح پھر تیسرا گناہ مٹاتا ہے اور چوتھا درجہ بڑھاتا ہے۔ اور اسی طرح پھر ایک گناہ مٹاتا اور دوسرا درجہ بڑھاتا ہے حتیٰ کہ وہ مسجد میں پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے مسجد میں آکر باجماعت نماز ادا کرنے کی بڑی بڑی فضیلتیں بیان کی ہیں[2] مسجد کی نماز معمولی چیز نہیں۔ یہ ایک بہت بڑی نیکی ہے جو قومیں مسجدوں کو آباد نہیں کرتیں وہ بڑے بڑے مدارج حاصل نہیں کرتیں۔ مسجد امیر غریب کا امتیاز مٹاتی ہے۔ دونوں پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں پھر کبھی غریب آگے ہوتا ہے اور امیر پیچھے تو امیر کا سر غریب کے پاؤں سے لگتا ہے۔ اس طرح امراء کا تکبر ٹوٹتا ہے اور پھر مساجد میں مسلمانوں

---

[1] مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ باب فضل کثرۃ الخطا الی المساجد۔ [2] مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ باب فضل صلاۃ الجماعۃ و انتظار الصلوٰۃ۔

کو ایک دوسرے کی حالت دیکھ کر پتہ لگتا ہے کہ وہ کس حالت میں ہیں۔ پھر جب کمزور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے تو اوروں کے ساتھ مل کر اس کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے تو اس مسئلے میں بڑے بڑے فوائد ہیں۔ اسلام کوئی ایسا حکم نہیں دیتا جو ہماری تکلیف کا باعث ہو۔ اگر وہ کوئی حکم دیتا ہے تو وہ ہمارے فائدہ کا ہی دیتا ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کے فرمانبردار ہوں یہ حق کا اقرار ہے صداقت کا بیان ہے اور اپنے آپ کو خالق و مالک کے قریب کرنا ہے۔ مساجد کا نام بھی بیت اللہ رکھا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وضو کرتا ہے اور خدا کے گھروں میں سے کسی گھر میں نماز پڑھتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے عجیب عجیب طرح سے آپ نے جماعت اور مسجد کی جماعت کی فضیلت بیان کی ہے اس لئے یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ فرمایا ہے۔

پس ہماری جماعت کے لوگ محلّے تقسیم کر سکتے ہیں۔ جُدا جُدا جگہیں مقرر کر سکتے ہیں اور وہ باقاعدہ باجماعت نماز ادا کریں۔ سوا اس کے کہ کوئی خاص مجبوری ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی کام مالا یطاق سپرد نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے کہ وہ فضیلت جماعت اور مساجد کو سمجھیں اور اس پر عمل پیرا ہوں (اللّٰھم ربنا آمین)

(الفضل ۱۳ رمئی ۱۹۱۶ء)